عیسائیت...... ایک جائزہ

از قلم ــــ مسعود بن
نقیب۔ فیصل آباد

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہمیں فن لینڈ (Finland) سے عیسائیت کی توصیف و مدحت اور دعوت پر مبنی چند ایک پمفلٹس موصول ہوئے تھے جن میں بڑے زور و شور کے ساتھ کتاب مقدس کی خوبصورت اور پرکشش عبارات کے ذریعے اس بات کی خبر عطا کی گئی تھی کہ دنیا بھر میں اگر کوئی مذہب "منبع تسکین" اور "مرقع تمکین" ہے تو وہ صرف اور صرف عیسائیت ہے۔ ان میں سے دو پمفلٹس موسومہ "شان المسیح" (اردو) اور "Jesus : Your Saviour" (عیسیٰ، آپ کے نجات دہندہ، انگریزی) بیحد معنی خیز اور توجہ طلب تھے۔ بیشک ان میں بڑے ہی مسحور کن انداز سے دکھی انسانیت کو راحت قلب و جاں کیلئے "صراط مستقیم" کی طرف دعوت دی گئی تھی۔ ذیل میں ہم چند ایک عبارات نقل کر رہے ہیں تاکہ ہمارے قارئین صحیح طور پر "انداز سخن" سے لطف اندوز ہو سکیں۔ پہلے ہی صفحے پر لکھا ہے:

1: Do you know that God created man to live with Him as His child?

کیا آپ جانتے ہیں کہ خداوند نے انسان کو اپنے ساتھ اک چھوٹے سے بچے کی طرح رکھنے کیلئے پیدا فرمایا تھا؟

2: Believe this piece of good news : Jesus Christ wants to help, save and give you his power to live a victorious life.

اس نوید سعید پر ایمان رکھو کہ حضرت مسیح تمہاری مدد اور حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ایک کامیاب زندگی گزارنے کیلئے وہ تمہیں قوت و طاقت

عطا فرمادیں۔

انجیل کے حوالے سے چند ایک "آفرز" یوں کی گئی ہیں:

3: To all who received him, he gave the right to become children of God.

جتنوں نے اسے قبول کیا' ان سب کو اس نے خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا۔
(یوحنا۔ ب۱ آیت ۱۲)

4: When you receive Christ to your life to lead you, you have a possibility to become a child of God.

جب تم مسیح کو اپنی رہنمائی کیلئے اپنی زندگی میں پاؤ تو تمہارے لئے یہ ممکن ہے کہ تم خدا کے امان یافتہ بچے بن جاؤ۔ (متی۔ ب۱ آیت ۲۱)

مزید آسائش کی خاطر ساری تان اس بات پر توڑی گئی ہے کہ:

5: He died for our sins at cross.

"وہ (مسیح) ہمارے گناہوں کے (کفارے کے) لئے مصلوب ہوئے۔

ان پمفلٹس کے آخر میں ایڈریس بھی تھا جس کے ذریعے مزید "روحانی تشنگی" بھی بجھائی جا سکتی تھی۔ لہٰذا فوری تحریک کے زیر اثر ہم نے مذکورہ ادارے کو ایک "محبت نامہ" بھی ارسال کیا جس میں اختصار کے ساتھ ہم نے عیسائی مذہب کے متعلق اپنے "شکوک و شبہات" کی توضیح کیلئے خواہش کا اظہار کیا تھا لیکن افسوس کہ وہ "طائر جواب" آج تلک زیر دام نہ آسکا کہ عنقا کہیں جسے .... بلکہ یہ صدا اب بھی حرز جاں ہے کہ ....

اب تو آ جا کہ ترا راستہ تکتے تکتے میری آنکھوں میں کھٹکنے لگی بینائی بھی

بہرحال بات رفت گزشت ہوگئی اور ہم بھی گردش دوراں کے ساتھ محو رقص ہوگئے۔ حتیٰ کہ یہ واقعہ ذہن کے گوشوں میں گم ہوگیا۔ لیکن ان سطور کا محرک وہ چند خفیہ سی سرگرمیاں ہیں کہ جن کے لئے "عیسائی دوشیزائیں" مختلف مقامات پر محو عمل نظر آتی ہیں۔ یہ "پروپیگنڈا فیکٹری" گھر گھر جاتی اور اپنے افکار و نظریات کا پرچار کرتی ہے۔ جس

سے ذہن میں ایک خدشہ سا جنم لیتا ہے کہ کہیں ہماری سادہ لوح مسلم خواتین ان کی چکنی چپڑی "تعلیمات" کے دام میں نہ آجائیں۔ بس اسی خیال کے تحت ہم یہ چند گزارشات سپرد قلم کر رہے ہیں جنہیں آپ عیسائیت کا مختصر سا تعارف بھی کہہ سکتے ہیں۔ ہماری اس کاوش کا مقصد بھی یہی ہے کہ اہل اسلام نہ صرف یہ کہ عیسائیت کے متعلق کچھ جان سکیں بلکہ بوقت ضرورت "نسوانی مشنری" پر بھی اپنے "انداز سخن" کی دھاک بٹھا سکیں۔

اس ضمن میں ہم نے قصداً بیشتر مقامات پر تنقیدی انداز سے اجتناب کیا ہے کہ اس سے ایک تو طوالت کا خدشہ پیدا ہوتا تھا اور دوسرے ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں ہے۔ تاہم جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہم نے وہاں اس "انداز" سے بھی استفادہ حاصل کیا ہے کہ:

ہرچند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو   بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کے بغیر

بہرصورت ہماری دعا اور تمنا ہے کہ اللہ ہمیں حق بات کہنے اور لوگوں کو اسے صحیح طریقے سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اپنی معروضیات سے قبل ہم چند ایک قرآنی آیات کا اظہار ازحد ضروری سمجھتے ہیں تاکہ عیسائی دوست ہماری اس سعی کو "مسیح دشمنی" پر محمول نہ کر سکیں کیونکہ عام طور پر جب کسی کے عقائد و نظریات کے حوالے سے ذرا سی بھی لب کشائی کی جاتی ہے تو ان عقائد کے حاملین اس محرک پر "دشمن" ہونے کی فرد جرم عائد کر دیتے ہیں جبکہ ہم ایسا کوئی خدشہ پیچھے نہیں چھوڑنا چاہتے۔ اسی لئے ہمارا ایمان ہے کہ نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ دیگر انبیاء کرام بھی اللہ کے پاک باز، نیک اور اعلیٰ ترین پیامبر تھے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

ومن یکفر باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الآخر، فقد ضل ضلالاً بعیدا

جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کرے وہ دور کی گمراہی میں جا پڑے گا۔ (سورۂ نساء)

اور جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ برگزیدہ نبی ہیں کہ جن کا ظہور ہی اہل کائنات کیلئے کسی معجزے سے کم نہ تھا:

اذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمۃ المسیح عیسے ابن مریم۔

جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم سن! اللہ تجھے اپنے کلام کی بشارت دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ (آل عمران۔ ۴۵)

نیز ان کی عظمت و رفعت کے متعلق فرمایا کہ:

"واتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنہ بروح القدس"

"ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح نشانات عطا کئے اور روح القدس سے اسے قوت بخشی" (البقرہ۔ ۲۵۳)

امید ہے کہ ان آیات مطہرہ کے بعد عیسائی دوست ہمیں "تمغہ تعصب" سے سرفراز نہیں فرمائیں گے بلکہ ہماری گزارشات کو مبنی بر اخلاص سمجھتے ہوئے قابل توجہ ضرور خیال کریں گے اور اب۔

اجازت ہو تو دل کی بات کہہ لیں کہ اس میں آپ ہی کی بہتری ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب بحکم ربی اس دنیائے فانی میں تشریف لائے تو اس وقت اہل یہود پانچ بڑے بڑے گروہوں، صدوقی، فریسی، آسینی، غالی، سامری—— میں منقسم تھے۔ معلومات کی خاطر ان کا اجمالی سا خاکہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ صدوقی فرقہ۔ یہ لوگ حیات بعد الممات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ تمام کتب و صحائف سماوی کو غیر معتبر خیال کرتے تھے۔ یہ عیش پرست تھے اور اسی سبب سے حکومت وقت کی حمایت، جزو ایمان سمجھتے تھے۔ یہ لوگ حکومت اور ہیکل کے محافظین تھے۔

۲۔ فریسی فرقہ۔ ان کی تعداد صدوقیوں سے کہیں زیادہ تھی۔ احساس برتری،

صدوقیوں سے مایوسی اور غیر ملکی اقتدار سے نفرت نے انہیں حکومت کا باغی بنا دیا تھا۔ ان میں تکبر اور غرور بہت زیادہ تھا۔ حتیٰ کہ پروہتوں اور کاہنوں سے بے نیاز ہو کر گھروں میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ کو ان پر خصوصی توجہ دینا پڑی تھی۔ انجیل میں ان دونوں فرقوں کا تذکرہ یوں آتا ہے کہ:

"جب اس نے بہت سے فریسیوں اور صدوقیوں کو بپتسمہ کیلئے اپنے پاس آتے دیکھا تو ان سے کہا کہ اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آنیوالے غضب سے بھاگو۔ (متی۔ ب ۳، آیت ۷)

۳۔ آسینی فرقہ:۔ اسے آسینین بھی کہتے ہیں۔ ان کا مسلک سب سے جدا تھا۔ عقائد بیحد بے لچک تھے۔ جنگ سے نفرت کرتے تھے اور ہتھیار اٹھانا بدترین کام سمجھتے تھے۔ انہیں روحانی و دنیاوی دونوں علوم پر دسترس کا دعویٰ تھا۔ یہ لوگ نجات دہندہ مسیح کی آمد کے منتظر تھے۔

۴۔ غالی فرقہ:۔ غالی یا گلیلی فرقہ بڑی حد تک آسینی فرقے سے مماثلت رکھتا تھا۔ البتہ عمل پر ان کا زور زیادہ تھا۔ ان کا یقین تھا کہ پیشین گوئیوں اور یوم نجات کو عمل کے بل پر نزدیک لایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے بغاوت بھی کی لیکن ناکام رہے اور ان کا لیڈر یہوداہ گلیلی اپنے تمام خاندان سمیت مارا گیا۔

۵۔ سامری فرقہ:۔ یہ خود کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے منسوب کرتے تھے اور اسی بناء پر خود کو اسرائیلی کہتے تھے۔ ان کی تمنا تھی کہ بیت المقدس کی جگہ ایک اپنا الگ ہیکل بنائیں اور اسے قبلہ اور مرکز تصور کریں۔ چنانچہ انہوں نے جوزیم میں اپنی الگ ہیکل بنائی۔ انہوں نے بیت المقدس تباہ کرنے کی کوشش بھی کی لیکن ناکام رہے۔

عیسائیت کے متعلق کچھ بھی جاننے سے قبل ضروری ہے کہ پہلے بائبل (Bible) کے متعلق کچھ آگاہی حاصل کر لی جائے۔ بائبل دراصل دو حصوں کے مجموعے کے نام ہے۔ ان حصوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ انجیل متی (*Gospel of Mathew*)

۲۔ انجیل مرقس (Gospel of Mark)

۳۔ انجیل لوقا (Gospel of Luke)

۴۔ انجیل یوحنا (Gospel of John)

ان چار کے علاوہ دیگر ۲۳ ابواب کی تفصیل یوں ہے۔......

۵۔ اعمال
۶۔ رومیوں کے نام خط
۷۔ کرنتھیوں کے نام پہلا خط
۸۔ کرنتھیوں کے نام دوسرا خط
۹۔ گلیتوں کے نام خط
۱۰۔ افسیوں کے نام خط
۱۱۔ فلپیوں کے نام خط
۱۲۔ کلسیوں کے نام خط
۱۳۔ تھسلنیکیوں کے نام خط
۱۴۔ تھسلنیکیوں کے نام دوسرا خط
۱۵۔ تیمتھیس کے نام پہلا خط
۱۶۔ تیمتھیس کے نام دوسرا خط
۱۷۔ ططس کے نام خط
۱۸۔ فلیمون کے نام خط
۱۹۔ عبرانیوں کے نام خط
۲۰۔ یعقوب کے نام خط
۲۱۔ پطرس کا پہلا خط
۲۲۔ پطرس کا دوسرا خط
۲۳۔ یوحنا کا پہلا خط
۲۴۔ یوحنا کا دوسرا خط
۲۵۔ یوحنا کا تیسرا خط
۲۶۔ یہودہ کا خط
۲۷۔ یوحنا عارف کا مکاشفہ

۱۔ مرقس:۔ اناجیل اربعہ میں مرقس سب سے قدیم انجیل تصور کی جاتی ہے۔اس کے مخاطب غیر یہودی ہیں۔اسے ترتیب دینے والے شخص مرقس (Mark) کے بارہ میں واضح معلومات نہیں ہیں کہ اس کی شخصیت کیا تھی۔البتہ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ ؑ کے حواریوں میں سے نہیں تھا۔اس نے پطرس کے قتل کے بعد روما میں اس سے سنی باتوں کو بغیر کسی ترتیب کے لکھ ڈالا۔خیال ہے کہ یہ انجیل ۶۵ عیسوی سے ۷۰ عیسوی تک کے دور میں لکھی گئی ہے اور اس وقت تک حضرت عیسیٰ ؑ کا کوئی بھی شاگرد زندہ نہیں تھا۔

۲۔ **لوقا:۔** رسول پولس عیسائیت کے موجودہ نظریات کا بانی ہے۔ عہد نامہ جدید میں اس کے چودہ خطوط شامل ہیں۔ لوقا (Luke) اسی کے ساتھیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ شخص طبیب تھا اور اس نے کسی کی خواہش پر انجیل لوقا مرتب کی تھی۔ انجیل مرقس سے استفادہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس کی تالیف ۸۰ عیسوی کے بعد ہی ہوئی تھی۔

۳۔ **متی:۔** اسے متی (Mathew) نامی شخص نے ۸۵ عیسوی تا ۹۰ عیسوی کے درمیان تالیف کیا تھا۔ اس کے مخاطبین یہود ہیں۔ اس میں اس بات کی خاص کوشش کی گئی ہے کہ یہود کو بغض و عناد اور نفرت سے دور رکھا جائے۔

۴۔ **یوحنا:۔** اناجیل اربعہ میں یہ آخری انجیل ہے۔ بعض لوگ یوحنا (John) کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شاگرد خیال کرتے ہیں جبکہ اکثریت اسے افسس کا باشندہ گردانتی ہے۔ حضرت عیسیٰ ناصرہ کے باشندے تھے سو یہ نہ تو حضرت عیسیٰ سے ملا تھا اور نہ ہی آپ کا شاگرد تھا۔

اناجیل ہی کے ضمن میں ایک نام اور بھی ہے۔ برناباس .. یہ وہ مقدس انجیل ہے کہ جس سے کلی طور پر عیسائی دنیا کو بے خبر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس کی آیات حضرت عیسیٰ کے مصلوب نہ ہونے کے اسلامی موقف کی تائید کرتی ہیں۔ نیز اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے متعلق بھی ناقابل تردید شہادتیں اور پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ برناباس کا تذکرہ عہد نامہ جدید میں بھی ملتا ہے کہ وہ کون تھا۔

یوسف نامی ایک لاوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برناباس یعنی "نصیحت کا بیٹا" رکھا تھا۔ (اعمال ب ۴۔۳۶) دوسری جگہ لکھا ہے کہ۔ وہ نیک مرد' روح القدس اور ایمان سے معمور تھا۔ (اعمال ۱۱۔ ۲۴)

اسی باب الاعمال کے باب نمبر ۱۱' آیت نمبر ۲۶ میں یہ بھی لکھا ہے کہ برناباس ہی نے عیسائیوں کو "مسیحی" ہونے کا لقب دیا تھا۔

بہرحال اس مضمون میں ہم نے برناباس پر گفتگو سے قصداً گریز کیا ہے کیونکہ یہ موضوع اپنی حیثیت اور اہمیت کے اعتبار سے ایک الگ نشست کا حامل ہے۔ فی الحال ہمیں

جان لینا کافی ہے کہ انجیل برنباس خواہ متروک ہی سہی لیکن اناجیل میں شامل ہے۔

اس ضروری تمہید کے بعد اب ہم عیسائیت کے حقیقی خدوخال کی طرف آتے ہیں۔ یہاں سب سے پہلے سوال جنم لیتا ہے کہ عیسائیت کیا ہے اور کن خصائص پر مبنی ہے؟ تو اس کا جواب پادری حضرات یوں دیتے ہیں کہ ....

وہ مذہب جس کی اصل ناصرہ کے باشندے یسوع کی طرف منسوب ہے اور جو یسوع کو خدا کا منتخب (مسیح) تسلیم کرتا ہے۔ عیسائیت کہلاتا ہے۔

(Excyclopocedid Britannica Cristianity V.5.P.693)

ایک عیسائی مفکر الفریڈ ای گاروے نے اسی تعریف کو اپنے مقالے (Christianity) میں یوں وسعت دی ہے کہ.. عیسائیت کی تعریف اس طور بھی کی جاسکتی ہے کہ یہ وہ اخلاقی، تاریخی، کائناتی، موحدانہ اور کفارے پر ایمان رکھنے والا مذہب ہے کہ جس میں خدا اور انسان کے تعلق کو یسوع مسیح کی شخصیت اور کردار کے ذریعے پختہ کیا گیا ہے۔ *(Christianity-V.3.P.580)*

یہاں اخلاقی مذہب سے مراد ایسی تعلیمات کی تبلیغ ہے کہ جن کا مقصد مادی غرض و غائیت نہ ہو بلکہ روحانی کمال اور رضائے الٰہی کا حصول ہو۔ اسی طرح تاریخی مذہب سے مراد یہ ہے کہ اس کا محور فکر و عمل ایک تاریخی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اب آئیے ان مراحل کو دیکھتے ہیں کہ جن سے گزر کر مذہب عیسائیت اختیار کیا جاتا ہے۔ ان مراحل کی ترتیب یوں ہے۔ ۱۔ بپتسمہ ۲۔ عشاء ربانی

۱۔ بپتسمہ (Baptism):۔ پہلے تو یاد رہے کہ وہ لوگ جو عیسائیت میں شمولیت کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ انہیں شروع میں ایک عبوری دور سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس دوران وہ بنیادی تعلیمات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ تاہم "عیسائی" نہیں کہلاتے بلکہ انہیں کیٹ چومینس (Cate Chummens) کہتے ہیں۔ اس کے بعد ایسٹر یا پینٹی کوسٹ کی عید سے پہلے انہیں بپتسمہ دیا جاتا ہے۔ ہر امیدوار کے لئے بپتسمہ کے مرحلے سے گزرنا بے حد ضروری ہے۔ یہ عیسائی مذہب کی پہلی رسم ہے جسے ایک خاص قسم کا

غسل کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص عیسائیت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ بپتسمہ لینے سے انسان یسوع مسیح کے ذریعے ایک بار پھر مر کر دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ "مرنا" دراصل اس "اصلی گناہ" کی سزا ہے کہ جو پھل کھا کر حضرت آدم سے سر زد ہوا تھا۔ جس کے بعد تمام انسانوں کی آزاد قوت اداری (Free Will) سلب ہو گئی تھی اور یوں یہ "معنوی زندگی" اسے بھی آزاد قوت ارادی عطا کر دیتی ہے۔ اس "اصلی گناہ" کا تذکرہ انشاء اللہ آگے آئے گا۔ یہاں فی الحال ہم بپتسمہ کو دیکھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟.. بپتسمہ کے لئے کلیسا میں ایک مخصوص کمرہ ہوتا ہے۔ جس کا عمل دخل مخصوص آدمیوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ امیدوار کو بپتسمہ کے لئے اس طرح لٹا دیا جاتا ہے کہ اس کا رخ مغرب کی طرف ہو۔ پھر وہ مغرب کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے۔ "اے شیطان.. میں تجھ سے اور تیرے ہر عمل سے دستبردار ہوتا ہوں"... اس کے بعد وہ مشرق کی طرف رخ کر کے زبان سے عیسائی عقائد کا اعلان کرتا ہے۔ بعد ازاں ایک اندرونی کمرے میں لے جا کر اس پر دم کئے تیل کی مالش کی جاتی ہے اور پھر بپتسمہ کے حوض میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر وہ مخصوص آدمی اس سے تین سوال پوچھتے ہیں جن کو وہ "ہاں" کہہ کر جواب دیتا ہے۔ اس کے بعد اسے حوض سے نکال کر اس کی پیشانی، ناک، کان اور سینے پر دم کئے۔ تیل کی پھر مالش کی جاتی ہے اور اسے پہننے کے لئے سفید کپڑے دے دیئے جاتے ہیں۔ گویا وہ گناہوں سے پاک ہو چکا ہے۔ اس کے بعد وہ کلیسا میں داخل ہو کر جلوس کے ساتھ عشاء ربانی میں شریک ہوتا ہے۔

(Briefly taken from Excyclopoledid Britainnled V.3.P.83)

۲۔ عشاء ربانی (Lord's Supper):۔ حضرت عیسیٰ کی مبینہ قربانی کی یاد میں منائی جانے والی یہ رسم عیسائیت میں بے حد اہم ہے۔ انجیل متی میں لکھا ہے کہ۔

جب وہ کھانا کھا رہے تھے تو مسیح نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا لو کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب

اس میں سے پیو کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔ (متی باب نمبر۲۶۔ آیت نمبر۲۶)

حضرت مسیح نے یہ کھانا گرفتاری سے ایک دن پہلے کھانا کھایا تھا اور لوقا کے مطابق چونکہ حضرت عیسیٰ نے یہ بھی کہا تھا کہ... میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو (لوقا ۲۲:۱۹)۔ اس لئے عیسائیت اسی حکم کی تعمیل میں ایسا کرتی ہے۔ عشاء ربانی (Lord's Supper) کا طریق کار یہ ہے کہ ہر اتوار کو کلیسا میں اجتماع ہوتا ہے۔ نغمے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ پھر صدر مجلس روٹی اور شراب حاضرین کو پیش کرتا ہے جو عیسائی عقیدے کے مطابق فوراً ماہیت تبدیلی کر کے مسیح کا بدن اور لہو بن جاتی ہے خواہ وہ ظاہری طور پر روٹی اور شراب ہی کیوں نہ رہے۔

عقائد:۔ عیسائیت میں خدا اور مسیح کے حوالے سے ۲ قسم کے عقائد بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق اس عقیدے پر نظر ہو جائے کہ جو تقریباً تمام مذاہب میں یکساں ہے: بقول مارس ریلٹن....

خدا کے متعلق عیسائیت کا تصور ہے کہ وہ ایک زندہ جاوید وجود ہے جو تمام امکانی صفات کمال کے ساتھ متصف ہے۔ اسے محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن پوری طرح سمجھا نہیں جا سکتا۔ اس کا ٹھیک ٹھیک تجزیہ ہمارے ذہن سے ماوراء ہے کہ وہ فی نفسہ کیا ہے؟

(Studies in Christian Doctrine. P.3)

خدا کے متعلق عیسائیت کا اس حد تک عقیدہ تو بالکل مبنی بر حق اور قابل فہم ہے لیکن آگے "تین میں ایک، ایک میں تین" کی داغ بیل ڈال کر جو پیچیدہ تفصیلات پیش کی گئی ہیں ان کے متعلق حق بات یہی ہے کہ اس نے عیسائیت کو بھی نہ تین میں رہنے دیا ہے نہ تیرا میں۔ اس پر پیچ عقیدے کو "تثلیث (Trinity) کا نام دیا گیا ہے۔ عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ خدا تین اقانیم (Persons) باپ، بیٹا اور روح القدس سے مرکب ہے۔ عام عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا، باپ، بیٹے اور روح القدس کے مجموعے کا نام ہے اور بعض روح القدس کی جگہ "مریم" کو رکھتے ہیں تاہم ان

کے آپس میں رشتے اور تعلق عیسائی دنیا خود اک "زلف پریشاں" دکھائی دیتی ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ ان تین میں سے ہر ایک بذات خود بھی اتنا ہی طاقتور (Powerful) خدا ہے جتنا کہ ان کا مجموعہ خدا۔ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک الگ خدا تو ہے لیکن اپنے مجموعے والے خدا سے کمتر ہے۔ تیسرے گروہ کا عقیدہ ہے کہ یہ تینوں خدا نہیں ہیں بلکہ صرف ان کا مجموعہ خدا ہے۔ عقیدہ تثلیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے "باپ، بیٹے اور روح القدس" کی حیثیت کو دیکھا جائے۔

۱۔ باپ (Father):۔ عیسائی حضرات "باپ" کی یوں تشریح و توضیح کرتے ہیں کہ...

"باپ" سے مراد خدا کی تنہا ذات ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ اس نے کسی کو جنا ہے۔ یا یہ کہ وہ باپ تھا اور اس کو کوئی بیٹا نہیں تھا۔ دراصل "باپ" ایک خدائی اصطلاح (Divine Term) ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ باپ، بیٹے کے لئے اصل ہے۔ جس طرح ذات صفت کے لئے اصل ہوتی ہے ورنہ جب سے باپ موجود ہے بیٹا بھی موجود ہے۔ (تاہم یہ بیٹا جنا نہیں گیا)۔

(*Basic Writings of Thomas Aquinas. V.1. P.324*)

خدا کو "باپ" کیوں کہا گیا ہے تو اس کا جواز یہ ہے کہ...

تمام مخلوقات اپنے وجود میں خدا کی محتاج ہیں جس طرح بیٹا باپ کا محتاج ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ خدا اپنے بندوں پر اسی طرح شفیق اور مہربان ہے جس طرح کہ باپ بیٹے پر ہوتا ہے۔

(*Religion & Ethics. V.5 P.575*)

اگر عیسائی دوست ناراض نہ ہوں تو ہم کہہ دیں کہ یہ توضیح تو عام مخلوق کو بھی "بیٹے" کے اسی منصب پر بٹھا دیتی ہے کہ جس پر حضرت عیسیٰ جلوہ گر ہیں۔ سو یارو حضرت عیسیٰ کو کس بل پر اگر انبیاء سے ممتاز کرتے ہو جبکہ بقول آپ ہی کے ایسی "پدرانہ شفقت خداوندی" تو سب ہی کو میسر ہو سکتی ہے۔ افسوس۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

۲۔ بیٹا (Son):۔ عیسائیوں کے نزدیک بیٹے سے مراد خدا کی صفت کلام (Word of God) ہے۔ تاہم یہ عام انسانوں کی طرح کا کلام نہیں ہے۔ تھامس ایکیونس کے مطابق....

کلام کا کوئی جوہری وجود نہیں ہوتا۔ اسی لئے کلام یا الفاظ کو ہم انسان کا بیٹا نہیں کہہ سکتے لیکن اس کے برعکس خدا کا کلام ایک جوہر ہے۔

(*Basic Writings of Thomas. P.326*)

گویا کہ خدا کا کلام رحم مریم میں پلا۔ بڑا ہوا اور نبوت سے سرفراز ہوا۔ چونکہ یہ بغیر مرد کے حکم ربی کے تحت پیدا ہوا تھا اس لئے کلام خدا کے جوہر ہونے کے سبب' یہ لڑکا خدا کا بیٹا ہے تاہم حقیقی بیٹا پھر بھی نہیں کہ خدا نے کسی کو نہیں جنا۔

۳۔ روح القدس (Holy Spirit):۔ روح القدس کے متعلق عیسائیوں کے عقیدہ ہے کہ....

روح القدس سے مراد باپ اور بیٹے کی صفت حیات و محبت ہے۔ یہ وہ خوبی ہے جس کے ذریعے خدا اپنے بیٹے (صفت کلام) سے محبت کرتا ہے اور بیٹا باپ سے۔ یہ صفت بھی کلام کی طرح جوہری ہے اور جاودانی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے اسے ایک مستقل اقنوم کی حیثیت حاصل ہے۔

(*The city of God. P. 168.V.2*)

متی باب نمبر۳' جملہ نمبر۱۶ میں ہے کہ جب حضرت مسیح کو بپتسمہ دیا جا رہا تھا تو یہی صفت ایک کبوتر کے جسم میں حلول کر کے حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور حضرت عیسیٰ کو جب آسمان کی طرف اٹھالیا گیا تھا تو یہی صفت حضرت کے حواریوں پر نازل ہوئی تھی۔

"توحید فی التثلیث (Trinity)" کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تین شخصیتوں پر مشتمل ہے۔ اول خود ذات خدا کہ جو "باپ" ہے۔ دوم خدا کی صفت کلام "بیٹا" یعنی کہ حضرت عیسیٰ اور سوم روح القدس کہ جو خدا کی صفت حیاۃ و محبت ہے نیز ان تینوں کا مجموعہ ایک

خدا ہے تاہم یہ تینوں مل کر تین خدا نہیں بنتے بلکہ ایک ہی خدا ہوتے ہیں۔

صاف واضح ہوتا ہے کہ اس عقیدے میں لفاظی کی "کرشمہ سازی" کار فرما ہے ورنہ جب تینوں میں سے ہر ایک خدا ہے تو پھر ایک خدا کہاں رہا بلکہ یہ تین خدا ہو گئے۔ یہ درحقیقت وہ مسئلہ ہے کہ جو آج تک عیسائیوں کے لئے "گلے کا ڈھول" بنا ہوا ہے۔ اس مسئلے پر مفصل گفتگو کے لئے ہمارے مضمون میں طوالت کی ہمت نہیں ہے اس لئے تشنگان علم اس پر سیر حاصل بحث پڑھنے کے لئے درج ذیل کتابوں سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۔ عیسائیت کیا ہے؟	از مولانا تقی عثمانی
۲۔ اظہار الحق	از مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ، ترجمہ از مولانا تقی عثمانی۔ موسومہ "بائبل سے قرآن تک"۔
۳۔ عیسائیت	از عبدالوحید خان
۴۔ Myth of the Cross.	By M. Azizullah.

حضرت مسیح اور عقیدہ عیسائیت:۔ عیسائی دوست عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسانوں کی فلاح کے لئے خدا کی صفت کلام حضرت مسیح کے انسانی جسم میں حلول کر گئی تھی۔ جب تک عیسیٰ دنیا میں رہے۔ یہ بھی ان کے جسم میں رہی۔ جب وہ مصلوب ہوئے تو یہ صفت ان سے علیحدہ ہو گئی۔ ۳ دن بعد دوبارہ زندہ ہوئے۔ انہوں نے حواریوں کو کچھ ہدایات دیں اور آسمان کی طرف چلے گئے۔ آپ کے صلیب پر چڑھ جانے کی وجہ سے آپ کے ہر پیروکار وہ "اصل گناہ" معاف ہو گیا ہے کہ جو حضرت آدم سے سرزد ہو گیا تھا۔ جس کا خمیازہ سب انسانوں کو بھگتنا پڑا تھا۔ اس عقیدے کے چار بنیادی اجزاء ہیں۔

۱۔ عقیدہ حلول و تجسم	۲۔ عقیدہ مصلوبیت
۳۔ عقیدہ حیات ثانیہ	۴۔ عقیدہ کفارہ

۱۔ عقیدۂ حلول و تجسم:۔ انجیل یوحنا نے سب سے پہلے اس عقیدے کو متعارف کروایا ہے۔ یوحنا سوانح مسیح کی ابتداء یوں کرتا ہے کہ

ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا۔ (یوحنا۱:۲)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ... میں اور باپ ایک ہیں۔ (یوحنا۱۰: ۳۰)

نیز... اور کلام مجسم ہوا۔ فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا جلال ایسے دیکھا جیسے باپ کے اکلوتے کا جلال۔ (یوحنا۱: ۱۴)

مختصر یہ کہ خدا کی صفت کلام حضرت مسیحؑ کے جسم میں حلول کر گئی تھی اور یوں وہ خدا ہو گئے تھے۔ جب تک وہ زندہ رہے یہ صفت ان میں رہی اور بعد ازاں آپ زندہ ہو کر آسمانوں کو ہو لئے تھے۔ الفریڈ گاروے حلول و تجسم کی مضحکہ خیز توضیح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ... حقیقتاً وہ خدا بھی تھے اور انسان بھی۔ ان کی ان دونوں حیثیتوں میں سے کسی ایک کے انکار یا ان کے وجود میں ان دلوں (خدا + انسان) کے اتحا کے انکار نے ہی بدعتی نظریات پیدا کئے ہیں۔ (Christianity. P. 586).

حقیقی بات یہ ہے کہ اس عجیب و غریب عقیدے کی وجہ سے عیسائی دنیا خود بھی مختلف نظریات کے گروہوں میں منقسم ہو چکی ہے اور اسی لئے ہم تاریخ عیسائیت کے مختلف ادوار میں پولسی، نسطوری اور یعقوبی فرقوں کو جنم لیتا دیکھتے ہیں۔

۲۔ عقیدۂ مصلوبیت:۔ عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت مسیح کو یہودیوں نے پنطس پیلاطس کے حکم سے سولی پر چڑھا دیا تھا اور یوں ان کی وفات ہو گئی تھی۔ تاہم یہ پھانسی صرف انسانی مظہر یعنی حضرت مسیحؑ کو ہوئی تھی جبکہ ان کی شخصیت میں موجود خدائی مظہر اس سے محفوظ تھا۔ جس کے تحت وہ دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔ تاہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ سولی چڑھ جانے سے پہلے ہی اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔ ہماری اس بات کی تائید خود ایک عیسائی مصنف سٹریٹر کی مشہور کتاب The Four Gospels (اناجیل اربعہ) بھی کرتی ہے۔ جس میں "مصلوبیت" کے تذکرے

میں فاضل مصنف نے انجیل پطرس کا جملہ نقل کیا ہے کہ... He was taken off (مسیح کو اوپر اٹھالیا گیا)۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہوا کہ اٹھانے والا کوئی اور تھا۔ کیونکہ "خدا" کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ ویسے بھی یہ جملہ صیغہ مجہول (Passive Voice) میں لکھا گیا ہے جو اس بات پر شاہد ہے کہ مسیحؑ اگر خدا ہوتے تو انہیں ہرگز کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکتا تھا۔ (The Four Gospels By Streeter. P.5)

۲۔ صلیب مقدس (Holy Cross):۔ عقیدہ مصلوبیت کی بناء پر ہی نشان صلیب ✞ کو عیسائی حضرات مقدم سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ آغاز میں اس کی کچھ اہمیت نہ تھی لیکن ۳۱۲ء میں شاہ قسطنطین کے بارے مشہور ہوا کہ اس نے خواب میں، دوران جنگ، آسمان پر صلیب کا نشان دیکھا ہے۔ پھر مئی ۳۲۶ء میں اس کی ماں کو کہیں سے صلیب ملی جس کے متعلق لوگوں نے خیال ظاہر کیا کہ یہ وہی صلیب تھی جس پر حضرت عیسیٰ مصلوب ہوئے تھے۔ یوں عیسائی دنیا میں اس کی شہرت ہوگئی اور وہ آج بھی ۳ مئی کو "دریافت صلیب" کے نام سے جشن مناتے ہیں۔ ایک عیسائی عالم لکھتا ہے:

> "ہر سفر و حضر اور آمد و رفت کے موقع پر جوتے اتارتے، نہاتے، کھانا کھاتے، شمع روشن کرتے، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے اور غرض ہر حرکت و سکون کے وقت ہم پر اپنی ابرو پر نشان صلیب بناتے ہیں۔" (Eng. Cross. V.3 P 783)

۳۔ عقیدۂ حیات ثانیہ:۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مصلوب ہونے کے بعد حضرت عیسیٰؑ تیسرے دن زندہ ہوئے، حواریوں کے پاس آئے، ہدایات دیں اور آسمان کی طرف چلے گئے تھے۔

> "وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ یسوع ان کے بیچ آ کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو۔ پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی۔ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا

ہوگیا اور آسمان پر اٹھالیا گیا۔" (لوقا باب ۲۴' آیت ۳۶۔ ۵۱)

۴۔ عقیدۂ کفارہ:۔ یہ عقیدہ عیسائی مذہب کی جان ہے اور اسے بیحد اہمیت حاصل ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں مذکور ہے کہ:

"عیسائی علم عقائد میں "کفارہ" سے مراد یسوع مسیح کی وہ قربانی ہے جس کے ذریعے ایک گنہگار یکلخت خدا کی رحمت کے قریب ہو جاتا ہے۔ اس عقیدے کے پیچھے دو مفروضات کارفرما ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان آدم کے گناہ کی وجہ سے خدا کی رحمت سے دور ہوگیا تھا اور دوسرے یہ کہ خدا کی صفت کلام (بیٹا) اس لئے انسانی جسم میں آئی تھی کہ وہ انسان کو دوبارہ خدا کی رحمت کے قریب کر دے۔ (Excyc. Atonement :P.651V.2)

مطلب یہ کہ حضرت آدم نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا کر سنگین غلطی کی تھی جس کے سبب وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بقول تورات یا عہد نامہ قدیم۔ (جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا۔ پیدائش ۲: ۱۷)

نیز نہ صرف یہ کہ آدم بلکہ ان کی بعد میں آنیوالی تمام نسل سے بھی آزاد قوت ارادی چھین لی گئی تھی۔ اس لئے عیسائی مفکرین کہتے ہیں کہ چونکہ یہ قوت سلب ہو چکی اس لئے جب تک مخلوق خدا اس "اصل گناہ آدم" سے رہائی نہ پالے وہ نیکی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ آدم کے گناہ کا انسان پر سایہ ہے جس کے سبب وہ نیکی نہیں کر سکتا اور کرے بھی تو بے سود ہوگا۔ بقول تھامس:

"آدم و حوا کے گناہ کے سبب ان کی اولاد (یعنی ہم سب) اس گناہ میں ملوث ہیں۔ کیونکہ یہ گناہ ہم میں بھی منتقل ہو چکا ہے۔"

اس ضمن میں عیسائی مفسرین و مفکرین نے بہت ساری تشریحات و توضیحات بھی پیش کی ہیں۔ لیکن انکا تذکرہ محض طوالت کی رفاقت کے مترادف ہوگا۔ سیدھا سا مطلب یہی ہے کہ اب آزادی کے لئے ضروری ہے کہ عیسائیت کو قبول کیا جائے کیونکہ حضرت مسیح اپنی قربانی کے ذریعے اپنے پیرو کاروں کو گناہوں سے نجات دلوا چکے ہیں۔ حضرت آدم کے

"گناہ" سے لے کر اس کا سایہ ہر انسان پر ہونا اور پھر عیسائیت کی طرف آنا یہ سارا معاملہ تو یوں ہی لگتا ہے کہ جیسے:

کس کو باک میں جانے نہ دیکھو کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

ان تمام عقائد پر بھرپور انداز سے تنقید ہو سکتی ہے لیکن ہم یہاں "کتاب مقدس" سے صرف چند عبارات پیش کئے دیتے ہیں کہ جن سے عقیدۂ تثلیث سمیت ان تمام عقائد پر بھی کاری ضرب پڑتی ہے۔ ذرا دیکھئے تو کہ حضرت عیسیٰؑ جنہیں بزور ضد "خدا" بنا لیا گیا ہے۔ کیا فرما رہے ہیں:

"تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔" (مرقس باب ۱۰ آیت ۱۸)

درج ذیل عبارت دیکھئے اور بتایئے کہ کیا کوئی "خدا" یوں بھی مناجات کر سکتا ہے۔

"الوحی الوحی لما سبقتنی۔" (اے میرے خدا' اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (مرقس ۱۵۔ ۳۴)

"خدا" کے اختیارات پر بھی نظر ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے:

"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جب سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی سے نہیں اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔" (یوحنا ۵۔ ۳۰)

کفارے کے سلسلے میں عجیب منطق ہے کہ گناہ ایک نے کیا اور سزا سب کو ملتی رہے اور پھر یہ کہنے سے کہ بعد میں آنیوالوں کی آزاد قوت ارادی یعنی نیکی کرنے کی طاقت سلب ہو چکی اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت آدمؑ سے عیسیٰؑ تک بیشمار انبیاء اور اللہ کے بندے پیدا ہوئے ہیں۔ سو اگر ان میں نیکی کرنے کی قوت ہی مفقود تھی تو پھر ان کا تقویٰ' دیانت اور اس سے بڑھکر نبوت و شریعت چہ معنی دارد؟ علاوہ ازیں عہد نامہ قدیم یہ اصول پیش کرتی ہے کہ:

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کا گناہ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے

کا۔ صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی اور شریر کی شرارت اس کے لئے۔"
(حزقی ایل ۱۸-۲)

عبادات:۔ عیسائیت میں پہلے پہل عبادات نہایت سادہ تھیں۔ بپتسمہ، عشائے ربانی اور حمد خوانی زیادہ اہم تھے۔ لیکن بعدازاں ان کا باقاعدہ اہتمام ہونے لگا۔ اس کے ساتھ ہی "ولیوں کا دن، اعتراف گناہ اور توبہ" جیسی رسوم بھی عبادت کا حصہ ہو گئیں۔ لیکن عیسائی دنیا ان پر کبھی متفق نہیں ہو سکی۔ اس لئے ہم یہاں ان سب سے صرف نظر کرتے ہیں۔ البتہ حمد خوانی کی تفصیلات پیش خدمت ہیں کہ یہ "بپتسمہ اور عشائے ربانی" کی طرح اہم اور مشترک رسم ہے۔ یاد رہے کہ ہم بپتسمہ اور عشائے ربانی کی تفصیل پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے یہاں اسے نہیں دہرائیں گے۔

حمد خوانی:۔ سمجھنے کی خاطر اسے "نماز" بھی کہا جا سکتا ہے۔ پروفیسر ایف سی برکٹ (F.C. Burkitt) لکھتے ہیں:

"حمد خوانی کے لئے ہر روز صبح شام لوگ کلیسا میں جمع ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص بائبل کا کوئی حصہ پڑھتا ہے۔ یہ حصہ عام طور پر زبور (عہد نامہ قدیم کا باب) کا کوئی ٹکڑا ہوتا ہے۔ زبور خوانی کے دوران تمام حاضرین کھڑے رہتے ہیں۔ زبور کے ہر گیت کے اختتام پر گھٹنے جھکا کر دعا کی جاتی ہے اور اس دعا کے موقع پر گناہوں کے اعتراف کے طور پر آنسو بہانا ایک پسندیدہ فعل ہے۔ (V.3
(The Christian Religion. P.152-153.

اصول عبادات:۔ عبادات کے یہ بنیادی اصول ہیں۔ مسٹر رمنڈ لکھتے ہیں کہ عبادت کے کل ۴ اصول ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

۱ "عبادت" اس قربانی کا شکرانہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بندوں کی طرف سے دی تھی۔

۲ دوسرا اصول یہ ہے کہ صحیح عبادت روح القدس ہی کے عمل سے ہو سکتی ہے۔ بقول پولوس:

"جس طرح سے ہمیں دعا کرنی چاہیے ہم نہیں جانتے۔ مگر روح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ (رومیوں ۸۔ ۲۶)

۳ عبادت ایک اجتماعی فعل ہے جو کلیسا (Church) انجام دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر کوئی عبادت کرنا چاہے تو وہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب وہ کلیسا کا رکن ہو۔

۴ عبادت کلیسا کا بنیادی کام ہے اور اسی کے ذریعہ وہ "مسیح کے بدن" کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ (Principles of Christian Worship)

عیسائیت پر اس سیر حاصل گفتگو کے بعد ابھی بھی بہت سے گوشے نہاں ہیں جن پر اس ایک نشست میں بحث ممکن نہیں ہے۔ ہم نے عیسائیت کا جو تعارف پیش کیا ہے وہ "جدید نظریات" پر مبنی ہے۔ جسے ایک شخص پولوس نے تشکیل دیا تھا۔ یہ شخص کون تھا؟ اس نے عیسائیت میں کیا کیا تبدیلیاں کیں؟ یہ بھی ایک الگ مضمون کی متحمل بحث ہے۔ اس کے علاوہ انجیل میں ہونیوالی۔ تحریفات یا تبدیلیاں (Contradictions) بھی ایک دلچسپ موضوع ہے۔ اس ضمن میں عیسائی فرقوں اور ان کے تہواروں کا ذکر بھی ضروری ہے لیکن اس نشست پر ہم فقط "عیسائیت کے تعارف" تک ہی اکتفا کرتے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی آئندہ کسی نشست میں مندرجہ بالا موضوعات پر مبنی برعدل بحث کریں گے۔ تاکہ ہمارے قارئین واضح طور پر اس مذہب کے خدوخال سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ ہمیں ہر معاملہ دیانت کے ساتھ پیش کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور وہ لوگ جو ضلال مبین میں پڑے ہیں انہیں ہدایت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ۔

بہ مصطفیٰ ؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

(اقبالؒ)